مضافاتِ دوسوہہ میں
علامہ صوفی نوابِ الدین سکوہیؒ
کی تبلیغی سرگرمیاں

کیفیت نگار

مولانا دولت علی دوسوہویؒ

ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک

آفتابِ شوالک

۲

مضافاتِ دوسوہہ میں
علامہ صوفی نواب الدین سنکوہیؒ
کی تبلیغی سرگرمیاں

کیفیت نگار

مولانا دولت علی دوسوہویؒ

مرتبہ

نذر صابری

ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک

ن

ضابطۂ اشاعت

کتاب	آفتابِ شوالک حصہ دوم
مصنف	مولانا دولت علی دوسوہویؒ
مرتب	نذر صابری
ناشر	ادارۂ فروغِ تجلیاتِ صابریہ، اٹک
کمپوزنگ	ٹیک ڈی پرنٹ، اٹک
اہتمام	عدیم پرنٹنگ سروسز، اٹک
سالِ اشاغت	۲۰۰۵ء
صفحات	چالیس (۴۰)
قیمت	۲۰؍روپے
ملنے کا پتا	کتب خانہ مقبولِ عام، اٹک

اُس لطفِ خاص کے نام جو دھاریوال ضلع گورداس پور سے ایک بیش قیمت موتیا رنگ کی شال کو دوسوہہ، جالندھر اور دہلی کے راستے اجمیر لے گیا اور وہاں کی بارشِ انوار میں بسا کر اس روسیاہ کے پاس اٹک میں پہنچانے کا باعث ہوا۔

نذر صابری

رجب ۱۴۲۶ھ

نقشہ ضلع ہوشیار پور
گورداس پور
دریائے بیاس
دریائے بیاس
کانگڑہ
کپورتھلہ
جالندھر
1
2
3
4
5
6
7
8
9
10
11
12
13
14
15
16
17
18
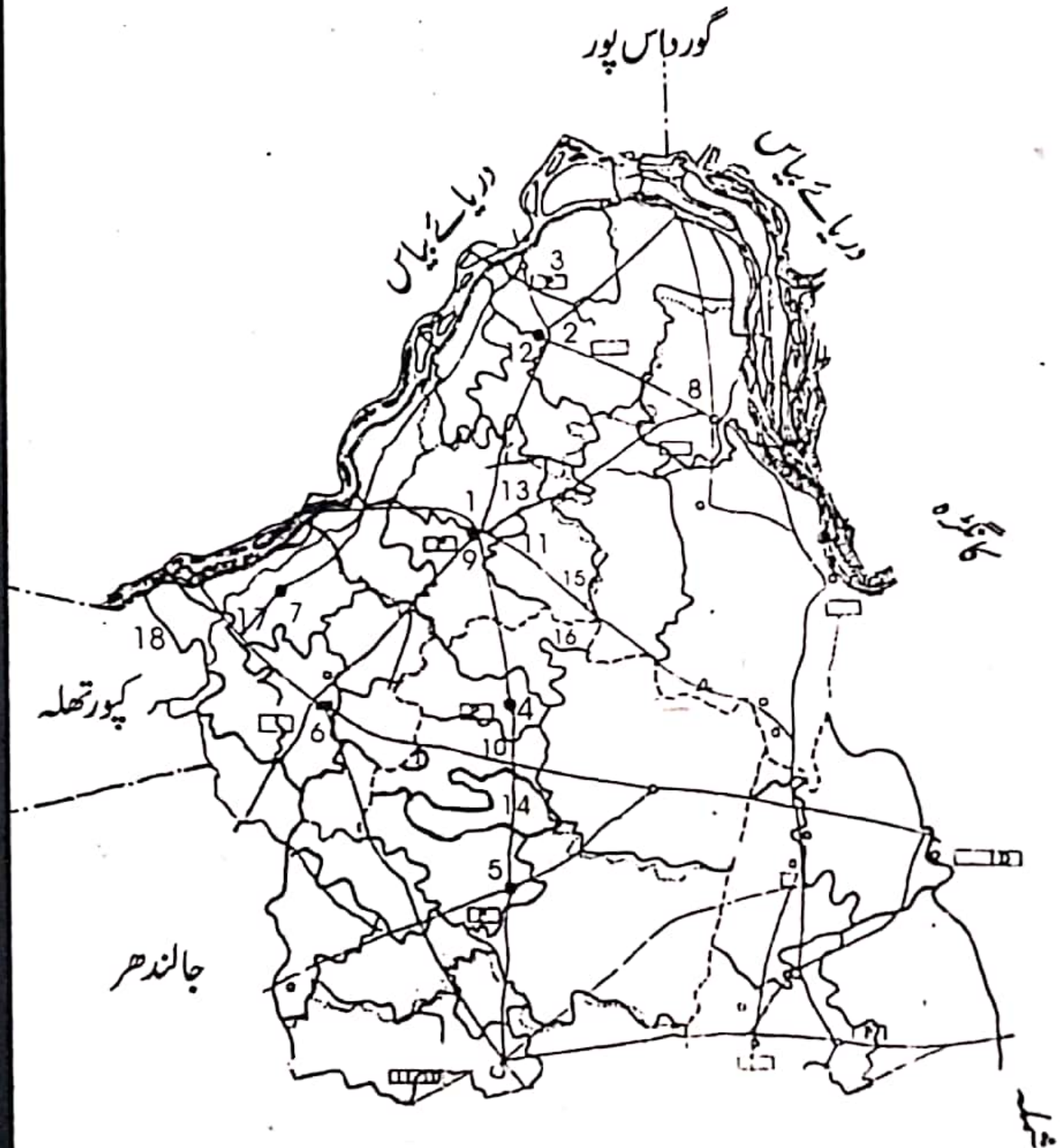
تفصیلِ مقامات

1. دوسوہہ
2. مکیریاں کائتھاں
3. نوشہرہ
4. گڑھ دیوالہ
5. ہریانہ
6. ٹانڈہ اڑسڑ
7. میانی
8. حاجی پور
9. ہردوتھلہ منصور پورہ
10. سہچوال موسیٰ
11. خان پور لطیف پور
12. جھنگی بابا ماہی شاہ
13. قطب (اچی بستی)
14. جلّو وال
15. ڈھڈر
16. ٹھکر
17. عالم پور
18. بیگووال

سخن ہائے گفتنی

صاحب رسالہ مولانا دولت علی ایک فاضل متدین اور درویش سیرت انسان تھے۔ ان کو سلطان المناظرین علامہ صوفی نواب الدین ستکوہی قدس سرہ العزیز سے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت وخلافت حاصل تھا۔ وہ 1884ء میں دوسوہہ ضلع ہوشیار پور میں حکیم غلام رسول کے گھر پیدا ہوئے۔ وہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل دہلوی کے اولین شاگردوں میں سے تھے۔ مولانا دولت علی نے مولوی فاضل اور منشی فاضل کرنے کے ساتھ انگریزی میں میٹرک تک استعداد بہم پہنچائی اور پھر سرسید کی تحریک کے زیراثر 1910ء میں چند درد ملت رکھنے والے باثروت احباب کے تعاون سے دوسوہہ میں اسلامیہ ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔ (اس سے کچھ قبل) ہوشیار پور میں ایک اسلامیہ ہائی سکول قائم ہو چکا تھا)۔ موصوف نے اپنی اس درس گاہ میں بطور مدرس بلا معاوضہ قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ 1911ء میں پہلی بار علامہ ستکوہیؒ سے انجمن اہل حدیث خان پور کے سالانہ جلسہ میں ملاقات ہوئی اور ہزار جان سے ان پر نثار ہو گئے۔ یہ تعلقات بڑھتے بڑھتے رشتہ داری تک پہنچ گئے اور علامہ ستکوہیؒ کی بڑی صاحبزادی زیب النساء کی شادی مولانا دولت علی کے بڑے بیٹے محمد سراج الحق سے ہوگئی اور اس طرح دونوں خاندان ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے۔ تقسیم ملک کے بعد لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں منتقل ہو گئے اور یہیں 28/ اکتوبر 1964ء کو 80 سال کی عمر میں عالم آخرت کو انتقال فرمایا۔ اور لائل پور ہی میں سپرد خاک ہوئے۔

میں نے ان کو جامع امام ناصر الدین (جالندھر) میں دو تین بار برسر منبر جلوہ افروز

دیکھا۔ خوش لقا، دراز قامت، تنومند، مدھ بھری آنکھیں، لباس سادہ لمبا چوغہ، دستار اور تہ بند میں ملبوس دل آویز شخصیت کے مالک تھے۔ تقریر میں وہی سادگی تھی جو تحریر میں پائی جاتی ہے اور تحریر ان کی ذات کی طرح رنگ تکلف سے پاک تھی چونکہ مرد حال تھے لہذا ان کی سادہ سادہ باتوں میں بھی بڑی تاثیر ہوا کرتی تھی۔ شعر بھی کہتے تھے۔ عارف تخلص کرتے تھے مگر افسوس کہ ان کا کوئی شعر کسی حوالے سے مجھ تک نہیں پہنچا۔

رسالہ میں ایک جگہ انہوں نے اپنے بیٹے محمد سراج الحق کی وفات کا ذکر کیا ہے جو 20 مئی 1960ء کو واقع ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رسالہ 1960ء اور 1964ء کی درمیانی مدت میں عالم تحریر میں آیا۔ اپنے سال تصنیف کے اعتبار سے اس کو حضرت شیخ کے حالات زندگی پر اولین تحریر سمجھا جائے گا۔ یہ رسالہ زیادہ تر دوسوہہ اور اس کے مضافات میں علامہ ستکوہی کی تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ ہے اور 1990ء میں پہلی بار اٹک سے تمام وکمال شائع ہو چکا ہے۔ موجودہ اشاعت میں ہم نے عنوان کی رعایت سے ان مقامات کو شامل نہیں کیا جو کوہستان شوالک سے زیادہ دور تھے۔ یہ بلا دوا مصاراب خواب وخیال ہو کر رہ گئے ہیں۔ جو لوگ ان علاقوں کے باسی تھے چند کے علاوہ اگلے جہان پہنچ چکے ہیں۔ میرے لیے نقشہ کے ذریعہ اپنے قاری کو ان مقامات تک لے جانا بہت دشوار ہو گیا ہے۔ اگر موصوف خود دوسوہہ سے ان مقامات کی جہت اور فاصلوں کا تعین بھی کر جاتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ ان کو ہماری اس موجودہ ضرورت کا احساس ہی نہیں ہوا۔ میں نے اپنے طور پر قیاساً کچھ مقامات کے محل وقوع متعین کرنے کی کوشش کی ہے پھر بھی بھاگڑاں، بھوپڑہ، منجد پڑہ، ترائپور، ظہورا، گھوگھرہ اور نگرپور

گرفت میں نہیں آ سکے۔ اگر کوئی صاحب خبر میرے دئے ہوئے نقشہ کے حسن و قبح سے مجھے آگاہ کر سکیں تو حد درجہ معارف پروری ہوگی اور آئندہ اشاعتوں میں نقشہ صحیح ترین صورت میں سامنے آ سکے گا۔

آنولہ ایک اور جگہ ہے جو اس لئے بہت قابل توجہ ہوگئی ہے کہ حضرت سراج الحق فاروقی گورداسپوری ہر سال عرس مخدوم کلیری کے بعد وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اٹک میں مقیم بریلی کے ایک خاندان سے معلوم ہوا ہے کہ آنولہ ضلع مراد آباد کی ایک تحصیل ہے۔ یہ مقام بریلی سے جنوب مغرب میں بدایوں کو جانے والی چھوٹی پٹڑی کی ریلوے لائن پر واقع ہے۔ اس کے اردگرد بیری کے گھنے جنگل ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ معلوم نہیں ہوا۔

جیسا کہ مذکور ہوا رسالہ کی تصنیف کا امکانی عرصہ 28 اکتوبر 1964ء پر ختم ہو جاتا ہے۔ مولانا نے بڑھاپے میں جس جزئیات نگاری کا جادو جگایا ہے اس سے ان کے مشاہدہ کی گیرائی اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے کہ واقعات کو چشم سر سے ہی نہیں بلکہ چشم دل سے بھی دیکھا ہے جبھی تو اس پر رفتار زمانہ کی گرد نہیں پڑی۔ اپنی خوش نصیبی پر نازاں ہوں کہ کیفیت نگار کے الفاظ و حروف کے سایوں میں مجھے بھی ایک طرح سے ان اجنبی سرزمینوں اور بیتے لمحوں میں سفر کرنے اور ان کی کیف سامانیوں سے بہرہ یاب ہونے کا موقع ملا۔ خدا مرحوم کی روح کو اجر جزیل کی سرمدی دولت سے مالا مال کرے۔ ع وقتِ تو خوش باد کہ وقت مرا خوش کردی۔ آمین

نذر صابری

15, اکتوبر 2005ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا نواب الدین صاحب چشتی صابریؒ

(تبلیغی اسفار)

گوہر یکتائی بحر شریعت، شیر بیشہ طریقت، آفتاب آسمان ولایت، در درج سعادت، عالم بے بدل، فاضل اجل، صادق القول، جنید الوقت، شبلی دوراں، رئیس المتکلمین، امیر الواعظین (زینت مجالس قطب زماں، غوث الوقت، سراج الحق والدین حضرت شاہ محمد سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مولانا نواب الدینؒ کی ملاقات خیر الآیات کا شرف مئی 1911ء کی نیک ساعات میں انجمن اہل حدیث خانپور تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیار پور کے سلانہ جلسہ میں ہوا خدا نے اس مرد کامل کی نظر کیمیا اثر میں کیا تاثیر پیدا کر رکھی تھی ع ''جس پہ ہو جائے نظر تیری وہ دیوانہ رہے'' کے مصداق، ع انہیں جو دیکھ لیتا تھا وہ شیدا ہو ہی جاتا تھا۔ یہی نوازش کریمانہ اس عاجز پر بھی وارد ہوئی۔ جلسہ کا دوسرا دن تھا پہلا وعظ مولوی محمد شریف گھوکلہ ضلع گورداسپور کا تھا۔ وہ وعظ کہہ رہے تھے اور مولانا اور یہ ہیچمدان بھی ان کے پاس ہی بیٹھے تھے۔ مولوی صاحب نے چند احادیث تلاوت کیں، جو غلط پڑھی گئیں۔ حضرت نے ایک دو دفعہ آہستگی سے فرمایا، غلط احادیث تلاوت کرنا گناہ ہے۔ اردو میں مضمون احادیث بیان کر دیں۔ مولوی صاحب نے بھرے جلسے میں اس بات کا اعتراف کیا کہ میں عربی صرف ونحو سے ابھی ناواقف ہوں۔ ازاں بعد حضرت ممدوح کا وقت تھا۔ آپ کے وعظ کا عنوان ''فضائل علم'' تھا۔ حضرت نے اپنا موضوع بیان کرنے سے پیشتر غلط احادیث کی تلاوت کے متعلق تنقید وتبصرہ شروع کر دیا۔ صاحب صدر

نے آنجناب کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ حق جناب کا نہیں۔ اپنا وعظ فرمائیں چنانچہ آنحضرت نے یہ فرما کر کہ یہ حق جناب کا تھا جس سے آپ نے دیدہ ودانستہ غفلت کی، خیر میں اپنا وعظ شروع کرتا ہوں۔ کوئی 25 آیات قرآنی فضیلت علم کی بیان فرمائیں اور احادیث تلاوت فرما رہے تھے اور فقہاء کے اقوال اور صلحاء کے بیانات اور دیگر منقولات اور معقولات کے ذریعے اس مضمون کو بیان کرنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا۔ تقریر کیا تھی ایسی دلپذیر کہ ہر شخص بے حد دلچسپی لے رہا تھا مگر نامعلوم وقت سے پیشتر ہی صاحب صدر نے اختتام وقت کا الارم کیا اور آنحضرت نے اپنے اچھوتے اور علمی وعظ کو وہیں ختم کر دیا۔ ظہر کی نماز کیلئے جلسہ ختم ہو چکا تھا۔ موضع بیر چھ تحصیل دوسوہہ کے دو رئیس چوہدری غلام بھیک خان صاحب اور چوہدری فتح دین صاحب جن سے انجمن والوں کو کافی امداد ملتی رہتی تھی، تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی کہا کہ ہم تو مولانا کا وعظ سننے کے لئے آئے ہیں۔ انجمن والوں نے آنحضرت سے دوبارہ وعظ کی التجا کی۔ آنحضرت نے فرمایا پروگرام کے مطابق میرا وقت اور نہیں۔ خیر ان کے کہنے اور بار بار عرض کرنے سے آنحضرت نے وعظ فرمایا اور پروگرام میں خاص تبدیلی کر کے بعد از نماز ظہر آپ کے لئے وقت مقرر کر دیا گیا۔ میرے ساتھ چند طلبہ بھی جلسہ میں گئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکے سلطان علی کے پیٹ میں سخت درد ہوا۔ میں دوائی کی تلاش میں تھا مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا گھبرایئے نہیں شافی مطلق ابھی شفا بخش دیں گے چنانچہ آنحضرت نے اپنے ایک خادم سلطان علی سے کہا کہ سلطان علی کے دم کر دو اور خود نظر کرم سے اس کی طرف دیکھا فوراً شفا ہو گئی۔

بعد از نماز ظہر جلسہ شروع ہوا۔ آنحضرت کے وعظ کا عنوان ''اول ما خلق اللہ نوری''

تھا۔ زبان فیض بیان، اولیاء امت کی صحیح ترجمان، لحن داؤدی اور قادر الکلامی حضرت کے وجود باجود پر ختم۔ آواز تھی کہ تمام مجمع میں دور نزدیک یکساں پہنچتی تھی اور لہجہ خاص الخاص موثر، مضمون انوکھا، منقولات اور معقولات سے ایسا پر مغز بیان کیا کہ سامعین دلدادہ وگرویدہ ہو گئے۔ علاقہ ہذا میں اس نوعیت کی پہلی تقریر تھی جس سے عوام الناس بے خبر تھے۔ چاروں طرف سے حبذا حبذا، واہ واہ، مرحبا مرحبا کی صدائیں پیہم ومتواتر آرہی تھیں وہ مجلس کیا تھی، ابر رحمت کی بارش ہو رہی تھی جس کا لطف آج تک اس وقت کے سامعین میں موجود ہے۔ جلسہ کا دوسرا دن نہایت خوش اسلوبی اور خوبی سے انجام پذیر ہوا۔ تیسرا دن اتوار کا تھا۔ حسب معمول جلسہ شروع ہوا۔ ایک دو واعظوں کے بعد مولوی محمد علی بھوپڑہ کے وعظ کا سیکرٹری سٹیج نے اعلان کیا۔ مولوی صاحب کی ہیت کذائی قابل ملاحظہ تھی۔ آپ نے کرسی پر بیٹھتے ہی خطبہ مسنونہ کے بعد اولیاء امت اور صلحاء ملت کی شان میں گستاخیاں شروع کر دیں۔ بغایت بیہودہ طرز تکلم سے بکواس کا آغاز کیا ''اولوگو! داتا گنج بخشؒ نہ اس سے کوئی اندھا بینا ہو سکا نہ کسی لنگڑے لولے کو تندرست اور صحیح وسالم کر دکھایا وغیرہ وغیرہ۔ دل نہیں چاہتا کہ اس بدروش کے الفاظ کا اعادہ کروں، اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ دانا کو اشارہ کافی ہے۔ حضرت نے اس وقت صاحب صدر کو مخاطب کر کے فرمایا مجھے مدعو کرتے وقت میرے ساتھ اراکین انجمن کا وعدہ تھا کہ آپ کے مشرب کے خلاف کوئی بات نہیں ہوگی۔ اب اس کے خلاف ہو رہا ہے اور ایک غیر اہل شخص جسے علم سے دور کا واسطہ بھی نہیں، بکواس کر رہا ہے۔ حاضرین میں سے چند شریر النفس نے اسے کہا کہ آپ اسی طرح سے وعظ کہتے رہیں چنانچہ اسی پر تو تو میں میں شروع ہو گئی۔ تھانیدار عبداللطیف تھانیسری متعینہ تھانہ مکیریاں وتحصیلدار ملک احمد

خان نے جلسہ کو حکماً بند کرا دیا کہ میں چاہتا تھا کہ تم کو ابھی حوالات میں بند کر دوں مگر چھوڑ تا ہوں اور آئندہ جلسہ بلا اجازت گورنمنٹ نہ کر سکو گے۔ عجب بے لطفی و بدمزگی پیدا ہوئی۔

کہ یک ناتراشیدہ در مجلسی

برنجد دل ہوشمنداں بسی

......☆......☆......

اس عاجز نے دوسوہہ ضلع ہوشیار پور میں عوام الناس کو ترغیب دے کر اسلامیہ ہائی سکول جاری کیا تھا۔ بندہ کی شرفیابی ملاقات کے بعد حضرت موصوف ہندوستان کے طول و عرض میں دُور و نزدیک جہاں بھی تشریف فرما ہوتے، سالانہ جلسہ انجمن میں ضرور شمولیت فرمایا کرتے۔ علاقہ بھر کے لوگ آنحضرت کا نام نامی اور اسم گرامی سن کر تمام کاروبار چھوڑ کر حاضری دیا کرتے اور حضور کے مواعظ حسنہ سے ضرور مستفید ہوتے۔ اسلامیہ ہائی سکول دوسوہہ کی ترقی کے سلسلہ میں معتد بہ حصہ آپ کا تھا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا

......☆......☆......

راقم الحروف کی پہلی ملاقاتوں میں ایک دفعہ آنحضرت جھنگی بابا ماہی شاہ صاحبؒ میں جو کہ مضافات دوسوہہ میں ایک بابرکت مزار تھا، تشریف فرما تھے۔ شام کی نماز ادا کرنے کے بعد آنحضرت سو گئے۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ میرے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ نمازِ عشاء فرض ادا نہیں کی۔ حتّٰی کہ اس امر کے معلوم کرنے کے لئے کہ آپ نماز ادا کرتے ہیں کہ نہیں، میں جاگتا رہا اور ویسے سوئے ہوئے انسان کی طرح پڑا رہا۔ خاصے توقف کے بعد آپ نے وضو کر کے نماز ادا کرنی

شروع کردی اور راقم الحروف سو گیا۔ صبح کو فرمایا دوسروں کے تجسس اور تفحص سے کیا فائدہ۔ ہر شخص کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، اسی پر چھوڑ دینا چاہیئے۔

......☆......☆......

اسی عرس شریف میں فتوحات کی کثرت تھی۔ مٹھائیاں وغیرہ حضرت کی خدمت میں آ رہی تھیں۔ میرا لڑکا محمد سراج الحق جو ۲۰ مئی ۱۹۶۰ کو راہی ملک عدم ہو چکا ہے چھوٹی عمر کا میرے ساتھ تھا۔ جب دو دن کا عرصہ گزر گیا اور چوہدری علی محمد سپرنٹنڈنٹ انجینئر ریٹائرڈ کے چھوٹے بھائی جو کمسن ہی تھے، آئے تو حضور نے فرمایا کہ چوہدری صاحب مٹھائی کھایئے۔ اس وقت میرے ذہن میں آیا کہ ہمارا بھی تعلق گہرا ہے مگر کل سے بچہ ساتھ ہے اور آنحضور نے صلح نہیں کی کیا وہ ان تبرکات کا اہل نہیں ہے۔ اسی وقت فرمایا کہ مولوی صاحب آپ بھی کھایئے اور خوب شوق سے کھایئے۔ ازاں بعد ایک صحبت میں جو میری خاص صحبت تھی فرمایا کہ سراج الحق والا واقعہ یاد ہے۔

......☆......☆......

اسی عرس میں ایک دفعہ سماع میں احقر کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے۔ ایک اچھی قیمتی گھڑی حضرت کے پاس تھی چونکہ میں نے واسکٹ پہنی ہوئی تھی، فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھ لو۔ میں نے رکھ لی۔ جب سماع میں بیٹھے تو حضرت کے پاس جس قدر نقدی تھی قوالوں کو دے دی۔ میرے پاس دس روپے تھے میں نے بھی پیش کر دیئے۔ عصر کا وقت ہو گیا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اس گھڑی کے دینے کا حکم صادر نہ ہو جائے۔ فوراً فرمایا کس خیال میں ہو گھڑی

دے دو۔گھڑی لے کران کو دیدی گئی۔ورنہ میں دعائیں کررہا تھا کہ نمازِ عصر کی اذان ہو جائے تو ہم یہاں سے اٹھیں اور گھڑی بچ رہے۔بعدازاں میں اور شیخ محمد ابراہیم ملتانی نے بڑی کوشش کی کہ قیمت لے کر گھڑی واپس کردیں مگر قوالوں نے نہ دی۔

......☆......☆......

اسی عرس میں ایک دفعہ کشمیر کی طرف سے تشریف لائے تھے۔گرم کپڑے اور کمبل نہایت قیمتی پاس تھے۔سماع میں وہ سب کے سب قوالوں کو دے دیئے اور صرف ایک تہہ بند رہ گیا۔

......☆......☆......

ایک دفعہ موضع جلّو وال تحصیل وضلع ہوشیار پور میں اپنے احباب کی دعوت پر تشریف فرما تھے کہ میاں بھولے شاہ،انجمن اہلِ حدیث خانپور تحصیل دوسوہہ کی طرف سے فراہمیء چندہ کیلئے آنحضور کے پاس آیا۔آنحضور نے خود بھی دس روپے بطور چندہ عطا فرمائے اور اپنی ترغیب وتحریص سے دوسرے احباب سے بھی ایک معقول رقم جمع کروادی۔میاں بھولے شاہ مجھے دوسوہہ میں ملے اور کہنے لگے لو بھئی تمھارے مولوی صاحب سے بھی چندہ لے آیا ہوں۔

......☆......☆......

تھوڑے ہی دنوں کے بعد آنحضور غریب خانہ پر تشریف لائے تو بندہ نے عرض کی کہ آنحضور جن مذاہب کو مذاہب باطلہ سمجھ کر مناظرہ کرتے ہیں،انہیں امداد بھی دیتے ہیں۔فرمایا

کہ وہاں حدیث پڑھائی جاتی ہے۔کوئی پڑھے گا تو ہماری بات کو بھی سمجھے گا۔

☆......☆......

طبیعت انتہا درجہ کی سخت تھی اور انتہا درجہ کی نرم بھی ۔مخالفین کے مقابلہ میں جہاں ضرورت پڑتی ، وہاں سختی سے کام لیتے تھے ، ورنہ منکسر المزاجی اور عجز فطرتاً آپ کی طبیعت میں ودیعت فرمایا ہوا تھا۔مراد آباد میں ذرا سی کسی نے حضرت صوفی صاحب قبلہؒ کی شان میں گستاخانہ بات کی، آپ نے اپنے بے وطن ،تنہا ، بے یار و مددگار ، کوئی حامی اور موالی نہ ہونے کا ذرہ بھر خیال نہ فرماتے ہوئے وہ ڈانگ برسائی کہ الاماں۔

☆......☆......

ایسے ہی کئی دفعہ اور چند واقعات ایسے نمودار ہوئے جن کو دیکھ کر راقم الحروف نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آنخضور بسا اوقات تشدد سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔فرمایا، اگر کتا کاٹنے کے لئے آئے تو نرمی برتنی چاہئے یا سختی۔فوراً ایک ڈانگ مارو، چیختا چلاتا چلا جائیگا۔ جہاں دلائل سے کوئی بات نہ سمجھے اور شرارت پر آمادہ ہو وہاں یہی علاج کارآمد ہے۔

☆......☆......

عموماً آنکھوں سے اشکوں کا دریا امڈ آتا تھا ۔رقت قلبی بے حد تھی۔ خان پور (مرکز اہلحدیث) کے ملحقہ گاؤں لطیف پور میں جو خان پور کے برابر سڑک کے کنارے پر آباد تھا، آپ کے احباب کی بھی جماعت تھی ۔ان میں علی محمد اعوان عرصہ دس گیارہ سال سے احباب آنخضرت

میں شامل ہو چکا تھا۔ اس نے دعوت کی۔ راقم الحروف بھی ساتھ تھا۔ کھانا کھا چکنے کے بعد اس نے حضرت کے بازو کو پکڑ لیا اور کہنے لگا حضور میں وہ ہوں جس نے کبھی اپنے مویشیوں کو اپنا چارہ نہیں کھلایا تھا۔ لوگوں سے جبراً یا چوری، جیسا ہو سکتا تھا لے کر چرایا کرتا تھا۔ میں نے آپ کا دامن پکڑ کر وہ سب کچھ چھوڑا۔ تمام منہیات سے توبہ کی مگر میری ایک آرزو پوری نہ ہوئی یعنی میرے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا بھئی یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے باقی رہا میرا حال، کسی نے پوتھی واہ لی کسی نے کھوتی۔ اس نے ایسا چھا ڈالا کہ جب تک آنحضور نے وعدہ نہیں کیا، اس نے نہیں چھوڑا چنانچہ آنحضور کی مبارک آنکھوں سے دریائے اشک زور زور سے بہہ رہا تھا اور زبان فیض بیان سے فرما رہے تھے، ''الٰہی تو میرے مکر و فریب سے بخوبی واقف ہے کہ تو ظاہر و باطن کا اچھی طرح جاننے والا ہے۔ یہ شخص مجھے نیک سمجھ کر تائب ہو چکا ہے اگر تو اس نعمتِ عظمٰی سے اسے مالا مال کر دے تو تیرے بحرِ لطف و کرم میں کیا کمی آسکتی ہے۔ آنحضور دعا مانگ رہے تھے اور ہم سب آمین کہہ رہے تھے۔ کوئی تین چار ماہ کے بعد وہ دعا مولا کریم نے منظور فرمائی اور علی محمد صاحب کی بیوی کے یقینی طور پر بار آور (حاملہ) ہونے کی مبارک بادیاں ملنی شروع ہوئیں اور اسی دن ملتان سے چوہدری محمد صادق نمبردار نگر پور کو ارشاد نامہ صادر ہوا کہ علی محمد صاحب کو مبارک ہو کہ قاضی الحاجات نے اس کی مرادِ پوری کی۔

.......☆.......☆.......
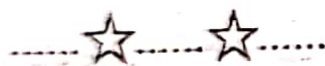
ایک دفعہ نوشہرہ کے پتن سے دریا عبور کر کے اس طرف آ رہے تھے کہ ایک بڑھیا کے پاس ایک اچھا بوجھ تھا جسے وہ اٹھا نہیں سکتی تھی۔ آپ کو رحم آیا اور اس کا اسباب اپنے سر پر اٹھا لیا۔

خدام ہر چند عرض کرتے رہے کہ اسباب ہمیں دیجئے کہ ہم اٹھاتے ہیں مگر تین میل کا سفر آپ نے خود اس بوجھ کے ساتھ طے کیا۔

......☆......☆......
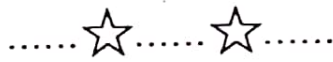
حضرت قبلہء عالم مرشد عالم و عالمیاں دستگیر دو جہاںؒ نے آنحضور کو فرمایا کہ شوالک کی پہاڑیوں اور دامن کوہ کو جاؤ اور تبلیغ کرو۔ ان دنوں کلیر شریف کا عرس تھا، اور آنحضور وہاں ہمیشہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس سال غیر حاضری ہوئی اور حضرت موضع منصور پور تحصیل دوسوہہ میں عرس حضرت سائیں دیوان شاہ صاحب پر تشریف لے آئے۔ راقم الحروف کو سعادت پابوسی کا شرف حاصل تھا اور حضورِ اقدس میں بیٹھا تھا۔ آنحضور نے صرف گرم جرسی پہن رکھی تھی۔ ایک طرف صف پر جلوہ فرماتے تھے کہ منصور پور کا ایک شخص شاہ محمد عرف شاہو آیا۔ اس نے سلام وآداب بجالاتے ہوئے کہا کہ میرے بھائی غلام جیلانی نے مذہب شیعہ اختیار کرلیا ہے جو اکثر حضور کی محفل اقدس میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا تو آنحضور نے فرمایا کہ غلام جیلانی کے شیعہ ہوجانے سے کون سا عرش کا کنگرہ ٹوٹ گیا ہے۔ ایسے جہلاء کے ایمان کا کیا اعتبار۔ اسی اثناء میں کسی نے دریافت کیا کہ شیعہ کیا ہوتے ہیں؟ آنحضور نے فرمایا کوئی خاص مذہب نہیں ہے۔ وہاں موضع بیگووال کے چند اعوان نوجوان ہاتھوں میں لاٹھیاں لیئے ہوئے بیٹھے تھے، اور وہ شیعہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، کہنے لگے کہ جو کہا ہے پھر کہو آنحضور نے کہا کہ میں کسی مسجد سے اٹھ کر نہیں آیا۔ تم کتنے آدمی ہو؟ انہوں نے کہا ہم بہت سے ہیں۔ آنحضور نے فرمایا کہ تم سب کے سب آجاؤ تا کہ میں ان الفاظ کا اعادہ کروں۔ چنانچہ جب آنحضور نے وہی الفاظ اسی طرح دہرائے تو اس مردِ حق

آ گاہ کے سامنے کوئی زبان نہ ہلا سکا پہلے جوتو تو کی خبر سائیں دیوان شاہ صاحب کو پہنچ چکی تھی، انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ آنجناب سے کہئے کہ ان مسائل کو یہاں بیان نہ فرمائیں چنانچہ وہ خود بھی حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ میلہ لگا ہوا ہے کوئی مٹھائی بیچتا ہے کوئی فروٹ۔ مجھے اپنا مال پیش کرنا ہے تا کہ کوئی گاہک آجائے۔ آپ منع نہیں کر سکتے۔ خیر آپ نے ان کے کہنے پر جگہ تبدیل کر لی اور ان لوگوں سے کہا کہ کل جمعہ کے وقت بیان کیا جائے گا کہ شیعہ کیا ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہیں جمعہ کی نماز ادا کی گئی مگر افسوس اس امر کا رہا کہ کھانا تقسیم کرنا اس وقت بند نہ کیا گیا۔ خیر بہر کیف خلقت بہت زیادہ تھی۔ شیعہ حضرات بھی چند ایک بیٹھے تھے۔ آنحضور نے وعظ شروع کیا۔ سورۃ فتح کا رکوع "محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار ۔۔۔۔" تھا۔ صحابہ کی تعریف جس میں کی گئی تھی اور بھی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ وعظ شروع کیا۔ لوگ نہایت اطمینان سے بیٹھے تھے۔ سید فضل محمد شاہ نے ایک آدھ سوال کیا جس کا جواب دے دیا گیا۔ سید فضل محمد شاہ نے جو خود اسی فرقہ کے ایک سمجھدار شخص تھے، توبہ کی حضور نے فرمایا کہ آپ سائیں دیوان شاہ کی بیعت کر لیں چنانچہ ان کے دست بیعت ہوئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو گئے۔ الحمدللہ ازاں بعد چوھدری عبدالکریم صاحب رئیس منجد پڑہ تحصیل دوسوہہ نے دعوت دے دی اور رات کو وعظ کیلئے کہا۔ چند شریرالنفس جو چاہتے تھے کہ مجلس کو درہم برہم کر دیا جائے، آ گئے۔ آنحضور نے ان کو نکلوا دیا اور وہ اپنے گرم کمبل وغیرہ چھوڑ کر بیک بنی دو گوش بھاگ گئے۔ آنحضور نے فرمایا کہ یہ کمبل (ان کا رخت ادبار) ان کو بھجوا دیا جائے۔

......☆......☆......

چوھدری عبدالکریم صاحب نے جو ایک نہایت شستہ دماغ اور باوقار شخص ہیں، آپ کے دست فیض موہبت پر بیعت کی اور ان کے دوسرے برادر اور رشتہ دار بھی پیروی کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ صابریہ قادریہ میں داخل ہوئے۔ منصور پور اور دیگر مضافات میں لوگوں نے گروہ در گروہ اس مرد حق آگاہ کی طرف رجوع کیا اور فیض سے معمور ہوئے۔

☆ ☆

موضع بہبووال (چھنیاں) تحصیل دوسوہہ میں آنحضور تشریف فرما تھے کہ دوسری پٹی کے ایک شخص فقیر محمد اعوان نے جو نہایت نیک اور نمازی آدمی تھا حضرت کی دعوت کر دی۔ آنحضور نے منظور فرما لی۔ جب آنحضرت وہاں تشریف لے جا رہے تھے وہ شخص راستے میں آ ملا اور اس نے کہا کہ حضور میری پٹی کے تقریباً سب لوگ شیعہ ہیں اور جناب کے خلاف ہیں اور وہاں مجمع قائم کر رکھا ہے۔ دور ونزدیک سے اور افراد کو بھی بلا لیا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آنحضور وہاں تشریف نہ لے جائیں۔ کھانا میں یہیں بہبووال پہنچا دیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تمہارا پیغام بہبووال میں پہنچتا تو میں نہ آتا۔ اب یہاں سے واپسی محال۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ آنحضور وہاں تشریف لے گئے۔ گردونواح کے اکثر آدمی جمع تھے مجمع خاصا ہو گیا تھا۔ مکیریاں سے سیّد غلام عباس بھی گیا ہوا تھا۔ تھانہ جابے پور سے دو سپاہی بھی اپنے ساتھ لایا ہوا تھا۔ غلام عباس نے آیت مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضور نے انہی کو مقابلہ میں پیش کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اس کا نام بھی پیش فرماتے۔ آنحضور نے فرمایا کہ آپ یہاں میرے ساتھ بحث مباحثہ اور دریافت مسائل کے لئے آئے ہیں اور کس کس کو اپنے ساتھ لائے ہیں؟ اس نے کہا

میرے ساتھ کئی آدمی آئے ہیں۔آپ نے فرمایا تو آپ کے گھر والے کہاں ہیں؟ وہ کیوں نہیں آپ کے ساتھ آئے؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کے نہیں ہیں۔آنحضور نے فرمایا کہ وہ بات ثابت کریں جس سے صحابہ کے خلاف کوئی امر ظاہر ہو۔آخر اس نے اس امر کا اظہار کیا کہ میں یہ ثابت نہیں کرسکتا۔آپ قرآن سے ان کی تعریف ثابت کریں۔آنحضور کے ہاتھ میں اس وقت قرآن مجید پکڑا ہوا تھا اور ورق گردانی کررہے تھے۔کبھی اس طرف ورق الٹاتے تھے اور کبھی اس طرف اور فریق مخالف کہہ رہا تھا کہ اگر ہم ثابت نہیں کرسکے تو مولوی صاحب بھی ان کی تعریف ثابت نہیں کر سکتے۔مجمع میں عام شور تھا۔اس وقت علاقہ کے چوہدری سلطان محمد ذیلدار بھاگڑاں وہاں موجود تھے۔انہوں نے عرض کیا کہ جناب آپ تو فرماتے تھے کہ قرآن مجید سارے کا سارا آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔آنحضور نے فرمایا ذرا ٹھہریئے۔جب سارے مجمع کو علم ہو گیا کہ شیعہ مباحث کہتا ہے کہ اگر ہم نہیں ثابت کرسکے تو مولوی صاحب بھی نہیں کرسکتے۔پھر حضرت نے فرمایا لو بھئی سنو۔آیات قرآنی موثر انداز میں تلاوت کرنی شروع کردیں اور ان کے ترجمہ اور تفسیر سے لوگوں کو آگاہ کیا۔تاریخی شواہد سے ان آیات کو ثابت کر دکھایا کہ مخالف کو سوائے تسلیم وقبول کے اور کوئی راہ نہ سوجھی اور کھانا جو پکا ہوا تھا وہ حضور نے خود بھی کھایا اور میزبان سے کہا کہ انہیں بھی کھلاؤ چنانچہ ان کو بھی کھلایا گیا۔علاقہ کے لوگ جوق در جوق سلسلہ میں داخل ہوئے اور ایک ایک باری میں بیس بیس تیس تیس مردانِ خدا کو بیعت کیا گیا الحمدللہ علی ذالک۔

☆......☆......

حضرت موضع بیر چھ تحصیل دوسوہہ میں ایک مناظرہ اہل حدیث سے فارغ ہوکر دوسوہہ کی طرف جارہے تھے۔احقر الناس بھی ہمراہ تھا۔راستے میں گُلی میراثی وغیرہ نقال بھی مل گئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے گاؤں سہجو وال میں تشریف لے چلیں۔آنحضور نے فرمایا کہ اچھا کبھی دیکھا جائے گا۔تمام نقالوں نے یک زبان ہوکر عرض کیا کہ غریبوں کے کون جاتا ہے۔ آنحضور نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جایئے،میں اب ان کے ساتھ جاؤں گا چنانچہ گڈھ دیوالہ جا کر خوردونوش کا سامان خرید کر کے ان کے ساتھ ہولئے وہاں جا کر خود بھی کھایا اور انہیں بھی کھلایا۔دو دن رہنے کے بعد فرمایا کہ گلی یہ کس قسم کے لوگ ہیں؟کسی نے دودن میں آکر ہمیں پوچھا بھی نہیں کہ تم کون ہو۔اس نے عرض کیا کہ حضور یہ راجپوت باؤلے ہیں۔موضع سہجو وال اور موسیٰ دونوں ایک ہی جگہ میں تھے۔صرف درمیان میں تکیہ حد فاصل تھا۔آنحضرت نے فرمایا کہ وہاں جا کر نقلیں کرنی شروع کردو چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے نقلیں شروع کردیں۔جب مجمع کافی ہو گیا تو آنحضور نے فرمایا کہ ایک نقل ہماری بھی سن لو۔پھر کیا! ظاہری وجاہت ،موزوں قدوقامت،اس پر لحن داؤدی،آواز میں رسیلا پن،کلام میں شائستگی۔تین دن تک وہ آنحضور کی صحبت سے علیحدہ نہیں ہوئے۔تمام کام زمیندارہ کے اپنی اپنی جگہ رہ گئے اور تقریباً تمام کے تمام حضرت کے ارادتمندوں میں داخل ہوگئے الحمدللہ علی ذالک۔

......☆......☆......
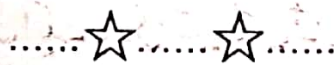
موضع موسیٰ میں ایک صاحب چوہدری نتھے خان راجپوت نمبردار کے فرزند تھے اور محکمہ پولیس میں رہے تھے اور اب بھی بقید حیات ہیں۔انہوں نے حضرت کی تشریف فرمائی پر دعوت

دی۔ وہ ایک سائیں پھمن شاہ جاہل فقیر (جوملحدانہ زندگی بسر کرتا تھا) کے ساتھ خود کو وابستہ کر چکا تھا۔ دعوت نہایت پر تکلف تھی۔ راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا۔ کھانا کھانے کے بعد نمازِ ظہر ہم تکیہ میں ادا کرنے گئے تھے کہ سائیں پھمن شاہ بمع اپنے جاہل حواریوں کے آن پہنچا۔ سائیں نے ایک روپیہ نذرانہ پیش کیا۔ آنحضور نے فرمایا کہ مجھے تو ضرورت نہیں۔ اس نے کہا کہ کسی کتے بلے کو دے دینا۔ آنحضور نے محمد حسن سندھی خادم کو کہا کہ لے لو اور گلی نقال کو دے دینا۔ تکیہ کے احاطہ میں چار پائیاں بچھا دی گئیں۔ صفوں پر گاؤں کے لوگ اور سائیں کے ساتھی بیٹھ گئے چار پائیوں پر آنحضور اور سائیں اور نمبردار اور یہ خاکسار اور کڑک شاہ پسر سائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ باتیں شروع ہوئیں۔ سائیں اصل میں یہ سوچ کر آیا تھا کہ کوئی مولوی ہوگا یونہیں اکڑ بگڑ کر کے نکال دیں گے اور کتابیں چھین لیں گے مگر وہاں اور ہی معاملہ تھا۔ ہیبت حضور والا کے چہرہ اقدس سے عیاں تھی۔ جیسے حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے دّرے کو دیکھ کر شیطان بھاگ جاتا تھا، ایسے ہی یہاں بھی وہی حالت نمودار ہوا کرتی تھی۔ آنحضور نے فرمایا سائیں میں تیرے متعلق بہت سی باتیں سنتا رہا مگر تو مل نہ سکا۔ وہ کہنے لگا تو پھر مجھے بل پا کے بھی ملنا چاہئے تھا۔ حضور نے فرمایا اتفاق ہی نہیں ہوا۔ میں ادھر تم ادھر ایسی ہی حالت رہی۔ آنحضور نے فرمایا تیرے اعتقاد کی باتیں سنتا رہا ہوں۔ اس نے کہا خدا کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں اور رسول اللہ کو برحق مانتا ہوں اور حضرت امام اعظم کے مذہب پر ہوں اور سلسلہ صابریہ کا درویش ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ پھر یہی باتیں ان اپنے متوسلین کو بتایا کرو اور ان پر عمل کی کوشش کیا کرو۔ اس نے کہا کہ میں تو یہی کرتا ہوں۔ صرف سمجھ کی بات ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی سادھو تھا اس نے اپنے چیلے سے کہا

کہ یہ لو پتھر جب تمہیں کچھ مانگنے کی ضرورت ہو تو اس کے نام کا مانگ لیا کرو۔ اس نے وہ پتھر اپنے تہبند کی مروڑی میں رکھ لیا اور جس سے کہا کہ اس کے نام کا دے دو۔ جوتے کھائے۔ میں سیدھی بات کہتا ہوں وہ الٹی بنا لیتے ہیں۔ اس کا ایک ملنگ شاہ بول اٹھا کہ سائیں تاں مولوی اکٹھے ہو گئے اساں کی کریئے۔ آنحضور نے فرمایا کہ تم اپنے سائیں سے پوچھو۔ میں تم سے جاہل بے علم کو کیا بتاؤں۔ اس پر اس نے کہا کہ پیغمبر کو بھی علم نہیں تھا۔ اس پر حضور نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کا جواب دو کہنے لگا یہ ہماری کچہری کی سرکار ہیں آپ ہی فرمایئے۔ میں نے کہا دیکھو بھئی حضور پیغمبر صاحب بے علم نہیں تھے۔ ان کے لئے فرمایا گیا ''قل ربّ زدنی علماً''۔ آنحضور نبی کریمؐ خود فرماتے ہیں ''علمت الاولین والآخرین'' مجھے اولین و آخرین کا علم دیا گیا آنحضورؐ کے استاد مولا کریم تھے وغیرہ وغیرہ۔ اسی اثناء میں کڑک شاہ، سائیں کا بیٹا جو پہلوانی کرتا تھا آ گیا۔ نمبردار نے حضرت سے کہا کہ معاملہ گڑبڑ نہ ہو جائے اور یہ سارے فاسد ارادے والے ہیں اور کڑک شاہ پہلوان ہے۔ آنحضور نے فرمایا تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔ میں تو خاموش اس لئے بیٹھا ہوں کہ جس شخص نے آج نہایت معتقدانہ طور پر ہمیں دعوت دی اور ہماری عزت کی، اس کے یہ مہمان ہیں۔ اس کے مہمانوں کے ساتھ خواہ وہ کوئی بھی ہوں، کج روی اچھی نہیں ورنہ کڑک شاہ جو بازو ہلاتا ہے، دکھاتا ہے اپنے شیطانوں کو، وہ بازو جسم کے ساتھ نہیں رہے گا اور کوئی شخص ان میں سے مدمقابل نہیں آ سکتا۔ ان سے دگنے چوگنے بھی ہو جائیں، مقابلہ میں ہرگز بفضل خدا نہیں آ سکتے۔ عصر کا وقت آیا۔ سائیں نے ہمارے ساتھ نماز عصر ادا کی اور پھر ہم چوھدری برکت علی راجپوت موسیٰ کی حویلی میں آ گئے۔ سائیں بھی مع ہمرائیوں کے وہاں تھا

ایک درویش سائیں علی بخش نے جو اسی علاقہ کا رہنے والا تھا حضرت سے سوال کیا کہ حضور! جب خواجہ غریب نواز اپنے مرشد طریقت حضرت عثمان ہارونیؒ کے ساتھ آتش پرستوں کے ہاں تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ غریب نواز نے ویسا لباس کیوں پہن لیا تھا۔ حضور نے فرمایا روایت میں آیا ہے۔ صدق و کذب کا علم نہیں اگر یہ سچی بات ہو تو مرید نے پیر کی اقتدا کی۔ اس پر سائیں نے کہا کہ جب پھمن شاہ نے نماز ادا کی تو پیر کی اطاعت میں یہ باقی مرید کیوں نہ گئے۔ اس پر وہ اجہل الجاہلین ملنگ شاہ کہنے لگا۔ سائیں تو خود رب الارباب ہے اس نے کس کی نماز ادا کرنی تھی وہ تو مولوی صاحب کے ساتھ اٹھک بیٹھک کر آیا۔ اس سے کہا توبہ کرو کفر نہ بکو وہ باز نہ آیا اس پر حضور نے فرمایا اسے پکڑلو چنانچہ ایک ڈانگ غلام نبی راجپوت نے ملنگ کے ایسی ماری کہ وہ دہرا ہو گیا اور تریا پور چلا گیا۔ سائیں پھمن شاہ کے بھی ایک ایسی ہی رسید ہوئی کہ پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کہاں گیا۔ کڑک شاہ، کبوتر شاہ، وغیرہ دس پندرہ آدمی تھے۔ معلوم نہیں ہوا کدھر بھاگ گئے چنانچہ قیام پاکستان تک اسے سجو دال موسیٰ آنے کی جرات نہ ہوئی۔ اس طرح اس علاقہ سے اس جہالت کے سرچشمہ کا خاتمہ ہو گیا۔

......☆......☆......
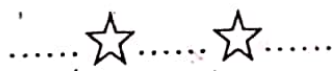
منصور پور میں حضرت سائیں دیوان شاہ کے عرس پر تو تشریف لاتے ہی تھے، پھر آپ کا ارادہ مبارک ہر دو تھلہ میں بتقریب عرس آنے کا ہو گیا چنانچہ آپ تشریف لائے اور تین چار روز قیام فرمایا اور پھر تشریف لے گئے۔

......☆......☆......
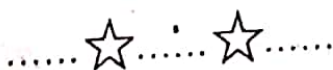
رائے عبدالرحمٰن آنحضور کے اور حضرت سائیں دیوان شاہ صاحب کے ارادتمندوں میں سے تھے اور جمیع اولیاء کرام پر اعتقاد رکھتے تھے۔ وہ بمقام ظہورہ عرس بزرگان دین کا کرایا کرتے تھے چنانچہ وہاں دونوں حضرات اکھٹے ہو گئے۔ عرس کے اختتام پر حضرت سائیں صاحب سے ان کے احباب کی موجودگی میں فرمایا کہ دوست آپ صابری فقیر ہیں اور میں بھی اس گھرانے کا دم بھرنے والا ہوں۔ میں منصور پورہ اور ہر دو تھلہ میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ کے ہاں پابندیء نماز نہیں ہوتی۔ یہ کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے۔ سائیں صاحب نے حسبِ عادت کہا کہ یہ میرا قصور ہے۔ میں نادم ہوں۔ آئندہ خیال رکھا جائے گا چنانچہ حضرت سائیں صاحب نے بابا عمرے شاہ ساکن بہبووال کو سفر و حضر میں امام مقرر کر دیا اور سب سے پہلے موضع بھاگڑاں میں جا کر مسجد کو خود صاف کرنا کرانا شروع کر دیا اور نماز باجماعت کی تاکید عوام الناس کو کرتے رہے۔

سبحان اللہ کیسے نیک بزرگ تھے۔

......☆......☆......
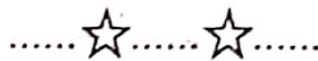
ایک دفعہ ورودِ مسعود مکریاں میں ہوا۔ محرم کے دن تھے۔ مستری جمال الدین لوہار نے انتظام وعظ ایک چوک میں کیا اور ساتھ ہی عرض کر دیا کہ یہاں ایک غلام عباس سید کہلاتا ہے اور اسکی معمولی سی دوکان حکمت کی ہے۔ وہاں چند لڑکے بیٹھے ہوتے ہیں۔ کسی کو کہتا ہے ابو بکر جوتا سیدھا کر، کسی کو عمر کے نام سے اور کسی کو عثمان کے نام سے پکار کر ایسی ہی بکواس کہتا رہتا ہے ۔آنحضور نے رات نہایت واضح طور پر اپنے نرالے انداز میں ایسے شریرالنفس انسانوں کے

خلاف جو کہ اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقدس بندوں کی توہین کرتے ہیں اور سب وشتم سے کام لیتے ہیں، بیان فرمایا۔ غلام عباس نے تھانہ میں جا کر رپٹ درج کرادی کہ اندیشہء فساد ہے۔ وعظ دل آزار نہ تھا۔ سردار عثمان تھانیدار نے آنحضور کو بلایا جبکہ وہ کسی نقب پر تفتیش کر رہا تھا۔ آنحضور نے فرمایا کہ تم نے مسلمان ہو کر مجھے نقب کے موقع پر بلایا۔ تم مجھے مولوی ہی سمجھ کر ذرا پاس ادب کرتے اور علیحدگی میں باز پرس کرتے۔ اس نے کہا کہ آپ کو دل آزاری کا وعظ نہیں کرنا چاہیے۔ آنحضور نے فرمایا کہ آج میں بعینہ دہی وعظ کروں گا آپ اندازہ لگانا کہ وعظ دلجوئی کا ہے یا دل آزاری کا۔ ہم کسی کی دل آزاری کے لئے وعظ نہیں کرتے۔ چنانچہ وعظ حسب وعدہ من وعن وہی فرمایا گیا مگر تھانیدار نے باوجود مسلمان ہونے کے اوپر رپورٹ کردی کہ مولوی صاحب آئے ہیں اور محرم کے دن ہیں۔ جس پر ڈپٹی کمشنر نے اعلان جاری کر دیا کہ ان کا داخلہ ضلع ہوشیار پور میں بند کر دیا جاتا ہے۔ آنحضرت دوسرے تیسرے دن دہلی عرس پر تشریف لے گئے۔ چونکہ اسی میعاد کے اندر انجمن اسلامیہ دوسوہہ کا سالانہ جلسہ تھا اس لئے ہم لوگوں نے دعوتی پیغام دے دیا۔ آپ رات 9/10 کی گاڑی سے دوسوہہ ضلع ہوشیار پور میں تشریف فرما ہو گئے۔ لوگ جوق در جوق اسٹیشن پر استقبال کے لئے پہنچ چکے تھے۔ خاصا مجمع تھا۔ تھانہ کے پاس سے جلوس کی صورت میں گذرا تو سید بشارت علی تھانیدار نے فوراً ریسٹ ہاؤس میں جہاں کہ کمشنر صاحب برائے دورہ آئے ہوئے تھے بطور شکایت کہا کہ جس مولوی صاحب کا داخلہ ممنوع تھا وہ آ گئے ہیں۔ صبح کو کمشنر صاحب مسٹر لینگلے نے تھانہ کے منشی کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ افسوس میرے پاس وقت نہیں میں خود حاضر ہوتا۔ اس لئے اگر آپ تشریف لے آئیں تو نہایت بہتر ہے۔ میں آپ کو دیکھنا

چاہتا ہوں چنانچہ آنخضرت تشریف لے گئے۔ چوھدری نور محمد صاحب رئیس بسی اور یہ عاجز آپ کے ساتھ تھے مگر ریسٹ ہاؤس پہنچتے پہنچتے سینکڑوں کی تعداد ہوگئی۔ صاحب موصوف نے فرمایا میں صرف ایک فرد سے ملنا چاہتا ہوں۔ باقی لوگ ایک طرف ہو گئے۔ حضرت صاحب ممدوح و چوھدری نور محمد اور یہ خاکسار اندر گئے۔ کمشنر صاحب نے کہا کہ میں آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ آنخضرت نے فرمایا کہ میں بھی آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اس پر کمشنر صاحب نے کہا آپ کی زبان فیض ترجمان ہے۔ آنخضرت نے فرمایا میری زبان لا الہ الا اللہ کہنے والی ہے اور بتلانے والی ہے۔ کمشنر صاحب نے کہا ایسے لوگوں کا میں فرماں بردار ہوں۔ ملتان میں مخدوم صدرالدین صاحب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ آنخضرت نے فرمایا وہ میرے خاص دوست ہیں۔ کمشنر صاحب نے فرمایا ضلع آپ کا ہے جہاں چاہیں، قیام فرمائیں کوئی منع نہیں کرے گا۔

......☆......☆......
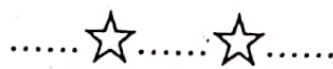
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ انجمن اسلامیہ دوسوہہ کے سالانہ جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ مسئلہ توحید سمجھا رہے تھے۔ میاں محمد بخش صاحب مدرسہ ٹھکر تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور کے مہتمم تھے اور صوفی منش تھے۔ توحید وجودی کے قائل تھے۔ فارسی کے عالم متجر تھے۔ سامعین میں بیٹھے تھے۔ انہیں ایک ضروری غرض سے کہیں جانا تھا۔ مجبور تھے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ نے پرزور الفاظ میں فرمایا کہ بڑے میاں کہاں جا رہے ہو، تمھارے لئے تو تقریر ہو رہی ہے۔ وہ

بیٹھ گئے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت کا ورودِ مسعود اس عاجز کے کلبۂ احزاں پر ہوا۔ آپ کھانا تناول فرمار ہے تھے کہ میاں محمد بخش بھی تشریف لے آئے۔ آنحضور نے فرمایا کھانا تناول کیجئے انہوں نے عرض کیا کہ مسئلہ توحید سمجھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا تمام مسائل کا لب لباب روٹی ہے۔ یہی مسئلہ ہے کسی نے کھوتی واہ لی کسی نے پوتھی۔ یونہی ٹال دیا۔

آخر ایک دن آنحضرت موضع ڈھڈر تحصیل دوسوہہ سے جہاں آپ کے معتقد اور مرید چوہدری علی محمد صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ انجینئر اور احباب تھے، موضع سہو وال تحصیل ہوشیار پور کو جارہے تھے۔ چند ایک آدمی حضور کے ہمراہ تھے۔ موضع ٹھکر کے قریب سے راستہ گزرتا تھا۔ آموں کا موسم تھا۔ میاں محمد بخش کا مدرسہ اور باغ قریب تھا۔ میاں صاحب نے ایک شخص کو بھیجا کہ جلدی جا کر وہ لوگ جو جارہے ہیں انہیں ٹھہرائیے اور خود حاضر ہو کر درخواست کی کہ آج یہاں تشریف فرمائیے۔ آنحضرت ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ عمدہ عمدہ آم ٹوکروں میں بھرے تھے لاکر حضور اور ان کے رفیقان راہ کے آگے رکھے اور استعمال کرنے کے لئے کہا۔ وہ جگہ نہایت خوشگوار تھی اور میاں صاحب کا اخلاص۔ آنحضور نے فرمایا کہ آج مسئلہ توحید سمجھایا جائے گا۔ سکھوں کا گاؤں تھا وہ لوگ بھی زیارت فیض موہبت کیلئے آ گئے۔ باتیں خوب ہوتی رہیں اور ایسا مسئلہ توحید وجودی کا بیان فرمایا کہ میاں صاحب پر وجد طاری ہو گیا اور انہوں نے قدم بوسی کی اور عرض کیا کہ میں اس وقت پیرانہ سالی میں ہوں اور بڑے بڑے بزرگوں کی خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی تھی۔

☆......☆......

اسی مذکورہ موضع ڈھڈر سے دوسوہہ کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ چوہدری علی محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ انجینئر اور راقم الحروف بھی ہمراہ تھے۔ جب موضع گھوگھرہ میں سے گذر ہوا تو وہاں حضرت پیر امام الدین صاحب جھنگی بخت جمال والے تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت کو دیکھ کر اپنے پاس لے جا کر کہا کہ آج یہیں قیام فرمائیں۔ آنحضرت نے تسلیم کر لیا۔ رات وہاں رہے اور سب دوستوں سے کہا کہ نماز ادا کرو۔ وہ لوگ توحید وجودی کے غلط راستے پر چلتے ہوئے ظاہری ادائیگی نماز نہیں کیا کرتے تھے۔ آنحضرت کے حسن و جمال اور علم و فضل کے ویسے قائل ضرور تھے۔ سب نے وضو کیا۔ ظہر اور عصر میں شریک ہوئے۔ دوسرے دن وہیں ظہر کے وقت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تجزی کی اور لوگوں کو اصل مسئلہ سمجھایا۔ تقریر کیا تھی سحر بیانی کا یہ اثر تھا کہ ہر دل میں گھر کر رہی تھی۔ اکثر ان میں سے نماز کے پابند ہو گئے اور ان کا سرکردہ سائیں حیرت شاہ تو ایک عرصہ تک آنحضرت کا ہمرکاب رہا۔

......☆......☆......
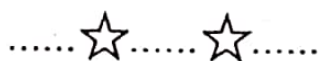
آنحضرت ایک دفعہ اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہء عالم شاہ محمد سراج الحق قدس سرہ العزیز کی صحبت کی سعادت حاصل کرتے ہوئے غلزیاں میں اپنے پیر بھائی خان صاحب محمد عمر خان کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ راقم الحروف بھی ساتھ تھا۔ مغرب کا وقت ہو رہا تھا۔ مسجد میں آنحضرت نے اذان دی۔ تمام اہل قریہ زن و مرد مسجد کے اردگرد جمع ہو گئے۔ بعض مستورات کے ہاتھ آٹے سے لتھڑے ہوئے تھے گویا آٹا گوندھتے گوندھتے بے تحاشا اٹھ کھڑی ہوئیں۔

......☆......☆......
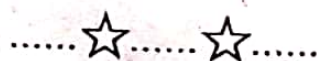
ایک دفعہ حضور جالندھر سے پیرانِ کلیر تشریف لے جا رہے تھے۔ شیخ فضل محمد صاحب کی دعوت تھی۔ کھانا کھانے کے وقت جلدی سٹیشن کو روانہ ہوئے۔ گاڑی جانے میں تھوڑا وقت تھا اور حضور قبلہء عالمؒ نے فرمایا کہ امسال تم نے پہلے جانا ہوگا۔ سٹیشن پر دیکھا تو دو چار روپے پاس تھے۔ ان میں سے بھی ایک دو کھوٹے نکلے۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ شیخ فضل محمد صاحب جو ہمیشہ پچیس روپیہ ماہوار گھر میں ہی بھیج دیا کرتے تھے، آ گئے اور زادِ راہ کے طور پر کھانا بھی ساتھ لائے اور مبلغ 25 روپے نذرانہ اور دس روپے کرایہ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت صاحب قبلہ عالم کہیں جالندھر میں جلوہ فرما ہوئے تو شیخ فضل محمد نے مبلغ 25 روپے ان کی خدمت میں نذر کے پیش کئے تھے۔ آنحضور نے شیخ صاحب سے یوں ہی فرمایا کہ آپ نے میرے پیر و مرشد کی خدمت میں مبلغ پچیس روپیہ نذر پیش کی تھی۔ گویا انہیں میرے برابر سمجھا۔ اس نے فوراً مبلغ پچیس روپے اعلیٰ حضرت کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کیلئے دے دیئے۔ آنحضور کلیر شریف میں پہنچ گئے۔ لنگر کا خرچ آنحضور کے ذریعے ہوتا رہا۔ مبلغ پچیس روپیہ کا تذکرہ اعلیٰ حضرت سے کر دیا۔ فتوحات اور بھی آنحضور کو آتی رہیں۔ کچھ لنگر میں اور کچھ سماع میں خرچ کر دی گئیں۔ حضرت مرشد عالم کا معمول تھا کہ کلیر شریف سے فارغ ہو کر آنولہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب وہاں سے روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ دیکھو کتنے آدمی ہمارے ساتھی ہیں ان کے ٹکٹ لے لو۔ گنتی شروع ہوئی۔ آنحضور کو مع دو ہمراہیوں کے فرمایا کہ یہ ہمارے ساتھی نہیں۔ یہ پہلے سے آئے ہوئے ہیں۔ دوسرے احباب نے بھی سفارش کی مگر حضرت صاحب قبلہ عالم نے ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ آپ نے کیوں اتنا خرچ کیا اور ہمارے روپے بھی

نہیں دیئے۔آپ نے عرض کیا کہ حضور وہ تو لنگر میں خرچ ہو گئے اور باقی سماع میں دے دیئے گئے۔فرمایا کہ بھئی کرایہ تو رکھ لینا تھا۔اب فقیر کا کام ہے کہ بھیک مانگے اور کھائے۔خیر مجبوراً واپسی ہوئی۔پاس ایک پیسہ نہ تھا۔رات عشاء کا وقت ہو گیا۔آنحضور حضرت صابر صاحبؒ کے مزار پر حاضر ہوئے اور کہا حضرت جی! میرے لئے فاقہ کشی اور یہ امتحان مشکل ہے اور دعا کر کے اپنے ڈیرے پر آ گئے۔اتنے میں ایک شخص کھانا اٹھائے چلا آ رہا ہے اور یہ دریافت کر رہا ہے کہ سماع میں جو بزرگ تھے وہ کس ڈیرے میں ہیں۔اس نے آنحضور کو پہچان لیا اور کھانا کھلایا اور صبح کی دعوت کر دی۔منظور کی گئی۔پاس ہی کوئی قصبہ تھا۔اس کی عورت کو آسیب تھا مگر جعلی۔آنحضور نے اس کے مکر سے واقف کرنے کی بجائے ان کی مفاہمت کرادی اور آسیب جاتا رہا۔کئی ایک آسیب نکالنے والے آ کر بے نیل مرام جا چکے تھے آنحضور کی شہرت تمام قصبہ میں ہو گئی۔وعظ و تذکیر کے سلسلے سے اور لوگ بھی متاثر ہوئے۔کوئی دو ماہ کے قریب وہاں مضافات کلیر شریف میں ٹھہرنا پڑا۔ہزاروں آدمی سلسلے میں داخل ہوئے۔اس وقت آنحضور کو پتا چلا کہ مرشدِ پاکاں کا فرمان دراصل رشد و ہدایت اور تبلیغ کا تھا۔

......☆......☆......
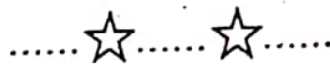
ایک دفعہ دوسوہہ سے مکیریاں کی طرف پیدل سفر فرما رہے تھے۔راقم الحروف ساتھ تھا۔حضرت قطب صاحب کے مزار کے پاس جو دوسوہہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، پہنچے تو وہاں کلار تحصیل دوسوہہ کے نقال تھے اور کہیں براتوں وغیرہ میں جا رہے تھے۔انہوں نے استدعا کی کہ حضور ہم چاہتے ہیں کہ کچھ وقت حضور والا ہمارے ہاں تشریف رکھیں۔آنحضرت نے

فرمایا کہ چلو ابھی تمھارے ساتھ چلتے ہیں۔ مکیریاں تک تو راقم الحروف بھی ساتھ گیا بعد میں نقالوں کے ساتھ آنحضور رہے۔ پہلے تو خلقِ خدا کو علم نہ ہوا۔ جب کسی دانا نے جسے تھوڑا بہت علم تھا آنحضور کو پہچان لیا تو پھر عزت افزائی شروع ہوئی اور عرض کیا کہ حضور ان نقالوں سے علٰحدگی اختیار کر لیں۔ آنحضور نے فرمایا میرا اس سفر میں ارادہ یہی ہے چنانچہ اسی پر عملدر آمد ہوا اور بیسیوں کو اس دوران میں ہدایت ہوگئی۔

......☆......☆......

اشاریہ

رجال

سراج الحق شاہ، م 1932ء اصل وطن کرنال، پیرومرشد کی ہدایت پر گورداس پور آ گئے اور یہاں تبلیغ واشاعت اسلام کا مرکز قائم کیا۔ جید علماء آپ کے حلقہ ارادت میں داخل تھے جن کی بدولت دوآبہ باری اور دوآبہ بست جالندھر خاص طور پر آپ کے فیض سے معمور ہوئے تقسیم کے بعد یہ مرکز فیصل آباد میں منتقل ہو گیا۔ مزار گورداس پور 9,22,23

سلطان علی	حجرے والا	2
سلطان محمد چودھری	بھاگڑاں	12
شاہ محمد شاہو	منصور پور	9

صابر کلیری، مخدوم، م 690ھ، علی احمد صابر، سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بانی، بابا فریدؒ کے خواہر زادہ

جلال فریدی کے وارث	کلیر شریف	23
صدر الدین مخدوم	ملتان	19
عبدالرحمٰن رائے	ظہورہ	17
عبدالکریم چودھری	منجد پڑہ	11,10
عبداللطیف تھانیسری	تھانیدار	3
عثمان، سردار	تھانیدار	18

عثمان ہارونی، خواجہ م 617ھ مولد ہارون (خراساں)، حاجی شریف زندنیؒ کے مرید اور خلیفہ، خواجہ اجمیری کے پیرومرشد مدفن مکہ مکرمہ 16

علی بخش سائیں	سجووال موسیٰ	16

ماہی شاہ، م 1194ھ والد کا نام علی محمد، باشرع درویش، حضرت بخت جمال نوشاہی کے مرید اور خلیفہ، سلسلہ نوشاہیہ کو آپ کی بدولت بڑا فروغ حاصل ہوا۔ مزار مکیریاں 4,5

محمد ابراہیم تاجر چرم	ملتان	6
محمد بخش میاں	ٹھکر	19,20
محمد حسن سندھی سٹیشن ماسٹر	مکیریاں	14

محمد حسین، مراد آبادی، شاہ م 1913ھ مرشد پاکاں کے لقب سے مشہور ہے حافظ علی حسین کے مرید اور خلیفہ سلسلہ صابریہ کو آپ سے بہت تازگی میسر آئی۔ مزار مراد آباد 7

محمد سراج الحق	ابن مصنف	5
محمد شریف مولوی	گھوکلہ	1
محمد صادق چودہری	نگرپور	8
محمد علی مولوی	بھوپڑہ	3
محمد عمر خان	غلزیاں	21
ملنگ شاہ	سہجووال موسیٰ	15
نتھے خان راجپوت	موسیٰ	13
نور محمد چودہری	بسی	19

اماکن۔ ضلع ہوشیار پور

بسی اچی 19، دوسوہہ سے چار میل شمال کو، ریلوے لائن کے ساتھ

بیرچھ 13,2

بھاگڑاں 17,12

بہبووال رچھنیاں 17,11

بھوپڑو 3

ترانپور 16

ٹھکر 20,19

جابے پور 11 مکیریاں سے مشرق کو، بیاس کے کنارے

جلووال 6

جھنگی ماہی شاہ 4 مکیریاں سے دو میل جنوب مغرب

خان پور 6,1 دوسوہہ سے جانب شمال، چار میل پر

ڈھڈر 21,20,5

سہجووال رموسیٰ 16-13 تحصیل ہوشیار پور

ظہورا 17

غازیاں 21

کلار 23

گڑھ دیوالہ 13 دوسوہہ سے چھ میل مشرق کو

گھوکلہ 1

گھوگرہ 21

لطیف پور/خان پور 8,7

مکیریاں 24,22,18,17,11,5,4 دوسوہہ سے دس میل شمال کو

منجد پڑہ 11,10

منصور پورہ 17,16,11,9

نگر پور 8

نوشہرہ 8 مکیریاں سے شمال مغرب کو، بیاس کا مشہور پتن

ہردوتھلہ 17,16,10,9 نزد دوسوہہ

ہوشیار پور سے باہر۔۔۔آنولہ 22، بیگووال 9، جالندھر 22، جھنگی بخت جمال 21، دہلی 18، کلیر شریف 22,9، مراد آباد 7، ملتان 6, 8, 19۔

......☆......☆......